بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا۝ (الاحزاب)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَبَّنِیْ فَاقْتُلُوْهُ. (الشفاء۔ الصارم)

گستاخ رسول کی سزا

بزبان سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

◎ یورپی اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت

◎ پیغمبر اسلام ﷺ پر دہشت گردی کا الزام اور اس کی حقیقت

◎ توہین رسالت اور اس کی سزا جیسے اہم موضوعات پر مختصر، جامع، مدلّل اور مستند تحریر

مرتب

شیخ المعقول والمنقول استاذ العلماء مولانا محمد حسن صاحب
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
استاذ جامعہ مدینہ بستی لکھن تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

مدرسۃ تحفیظ القرآن الکریم الفتحیۃ آفیسرز کالونی گارڈن روڈ کراچی
فون وفیکس: ۲۲۲۶۲۳۷
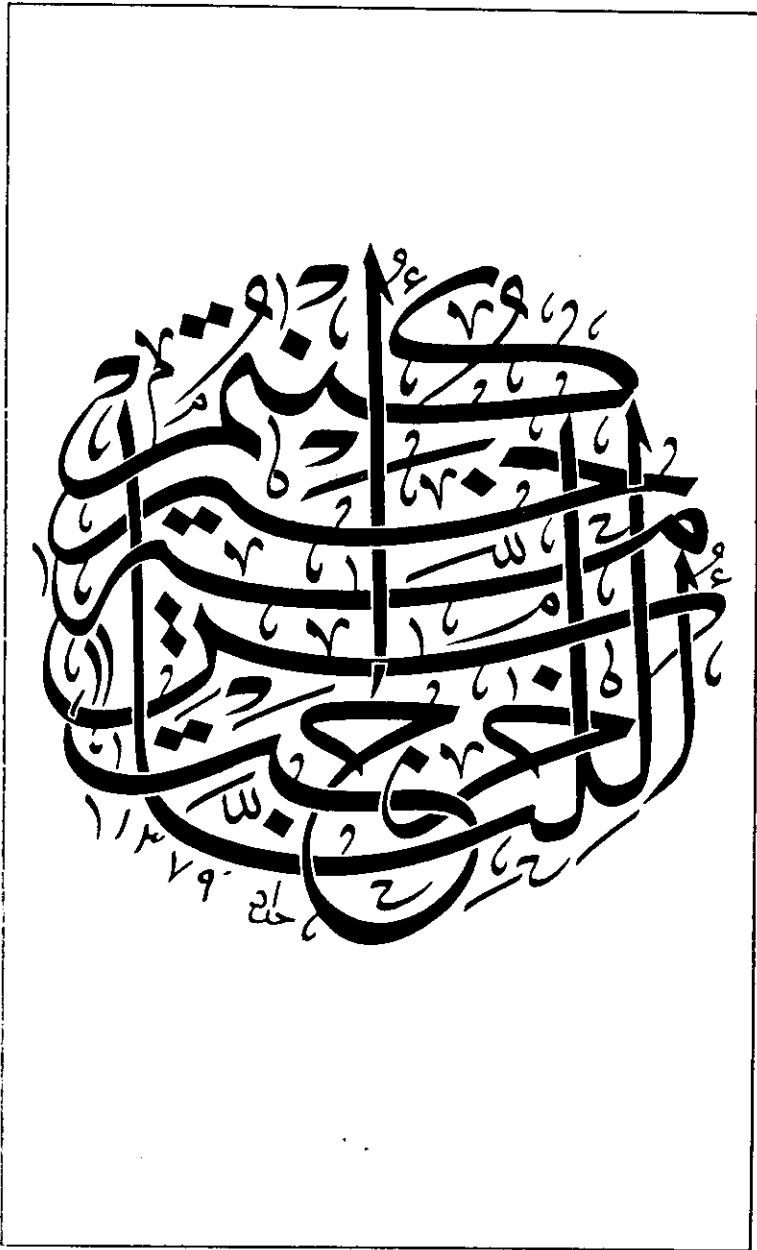
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

انتساب

اس رحمۃ للعالمین، صاحبِ خُلق عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام جس کا بابِ فیض بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقیروں اور حاجتمندوں کے لئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ جس کا رحیم دل اور پاک ضمیر کبھی دشمنوں کی ایذا رسانیوں سے غبار آلودنہ ہوا۔

جس کے موتی جیسے دانت توڑے گئے اور اس نے پھر بھی صبر کیا، جس کی پیشانی انور کو زخمی کیا گیا اس نے پھر بھی دامنِ عفو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

فہرست مضامین

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد! اس وقت دنیائے اسلام جس دور سے گزر رہی ہے یہ دور اسلام کی تاریخ کا انتہائی مشکل اور کٹھن دور ہے۔ امت مسلمہ کو جو مشکلات آج درپیش ہیں شاید ماضی میں اتنی مشکلات کبھی درپیش نہیں ہوئیں۔ ہر آنے والا دن خطرے یا پریشانی کی ایک نئی جہت لے کر آتا ہے۔

یورپ ومغرب کی اسلام دشمنی

یہود ونصاریٰ معاندانہ خصلتوں کی بناء پر جبر وتشدد اور دہشت گردیوں کے ذریعہ مسلمانوں سے زندہ رہنے کا حق چھیننا چاہتے ہیں اور اپنی وحشیانہ خونریزیوں سے ان کے نام ونشان کو مٹادینے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ چنانچہ اسلام دشمنی کی بناء پر افغانستان میں طالبان حکومت پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے القاعدہ کا جھوٹا بہانہ بنا کر ہزاروں بے گناہ بوڑھے، بچے، عورتیں اور عام شہریوں کو بارود کے شعلوں کی نذر کردیا۔ بعدازیں ایک سفید جھوٹ کا سہارا لے کر اسلامی آثار کی حامل عراق کی مقدس سرزمین کو عراقیوں کے ناحق خون سے رنگین بنادیا گیا۔

افغانستان وعراق کو تہس نہس کرنے کے بعد اسلام دشمنوں کی نظریں دیگر اسلامی ممالک پر مرکوز ہیں۔ ان پر حملے کے بہانے تراشے جارہے ہیں۔ ایک طرف مسلمانوں کی خون ریزی کا یہ وحشیانہ سلسلہ جاری ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کے عقائد بگاڑنے اور ان کے دل ودماغ سے اسلامی تعلیمات کی وقعت واہمیت ختم کرنے اور دین ومذہب سے بیزار کرنے کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں۔ قرآن حکیم کی آیات میں ردوبدل کرکے جدید

ایڈیشن شائع کرا کر مسلم آبادیوں میں پھیلایا جا رہا ہے، اسلامی تعلیمات واحکام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

اسلام کو ایک دہشت گرد مذہب اور مسلمانوں کو دہشت گرد قوم کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے یہاں تک کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی شخصیت کو مجروح کرنے کی غرض سے ویڈیو فلمیں تیار کرائی جا رہی ہیں۔ اسلام دشمنی کی اس جاری مہم کی زمام قیادت آج کل امریکہ کے صدر بش کے ہاتھوں میں ہے، جسے اسرائیل، یورپ اور اقوام متحدہ کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔

پیغمبر اسلام پر دہشت گردی کا الزام اور توہین آمیز خاکوں کی اشاعت

حالیہ دنوں میں ڈنمارک، ناروے وغیرہ کے اخبارات میں داعی اسلام، محسن انسانیت اور پیغمبر اعظم ﷺ کی پاکیزہ زندگی کو تنقیص وتوہین کا نشانہ بنایا گیا اور آپ ﷺ کو کارٹونوں کے ذریعہ (نعوذ باللہ) دہشت گرد نبی کے طور پر دکھایا گیا۔

توہین رسالت امت مسلمہ کے لئے ناقابل برداشت ہے

آنحضرت ﷺ کی عزت وحرمت ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی متاع ایمان ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن محبوب خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ بے ادبی اور گستاخی اس کے لئے ناقابل برداشت ہے اور اس گئے گزرے دور میں بھی کوئی مسلمان کتنا ہی غافل، کیسا ہی بے عمل اور اسلامی عبادات وتعلیمات سے کتنا ہی دُور کیوں نہ ہو، آنحضرت ﷺ کی عزت وحرمت پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہے اور ایسے موذیوں اور گستاخوں کے مقابلہ میں غازی علم الدین شہیدؒ اور غازی حاجی مانک مرحوم کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر پوری امت مسلمہ کی جانب سے

جلسے، جلوسوں، ہڑتالوں اور ریلیوں نیز مغربی و یورپی مصنوعات کے بائیکاٹ کی صورت میں توہین رسالت پر احتجاج جاری ہے اور گستاخانِ رسول ﷺ کے لئے سزائے موت کا مطالبہ کیا جارہا ہے جو پاکستان کے آئین اور شریعت کے عین مطابق ہے۔

آئین پاکستان اور توہین رسالت

تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۵ (سی) نبی کریم ﷺ کی شان میں اہانت آمیز کلمات کا استعمال۔ جو شخص الفاظ کے ذریعہ خواہ زبان سے ادا کئے جائیں یا تحریر میں لائے گئے ہوں، یا دکھائی دینے والی تمثیل کے ذریعہ یا بلاواسطہ یا بالواسطہ تہمت یا طعن یا چوٹ کے ذریعہ نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتا ہے اس کو موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

گستاخِ رسول ﷺ قرآن کی نظر میں

قرآن کریم میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ ایسے موذیانِ رسول ﷺ دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ملعون ہیں اور دونوں جہانوں میں ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ (الاحزاب:۵۷)

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۝ (الاحزاب:۶۱-۶۲)

ترجمہ:''وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے ہیں جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاوے گی، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں اپنا یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں سے کسی شخص کی طرف سے ردوبدل نہ پاویں گے۔

احادیثِ مبارکہ اور گستاخِ رسول ﷺ

عَنْ عَلِيّ ﷺ مَنْ سَبَّ نَبِيًّا قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابَهُ جُلِدَ . (الصارم المسلول ص ۹۲)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی نبی کو برا کہے اسے قتل کر دیا جائے اور جو صحابہؓ کو برا کہے اسے کوڑے لگائے جائیں۔''

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ: ''مَنْ سَبَّنِیْ فَاقْتُلُوْہُ''

''جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کر دو۔'' (الشفاء۔الصارم ج۲ ص ۱۹۴)

لغت میں سبّ وشتم کے معنی

عربی لغت میں سب کا معنی یہ ہے کہ ''کسی چیز کے بارے میں ایسے کلمات کہے جائیں، جن سے اس چیز میں عیب، نقص پیدا ہو سکے۔'' (مرقاۃ)

حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ ''جو کلام عرف میں نقص، عیب، طعن کے لئے بولا جائے وہ سبّ وشتم ہے۔ (الصارم المسلول ص ۵۳۴)

آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں قتل کئے جانے والے گستاخ

آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدینؓ کے دور میں ایسے موذیانِ رسول ﷺ کو واجب القتل اور مباح الدم قرار دیا گیا۔

ابن خطل کا واقعہ مشہور ہے کہ اس خبیث کو توہین رسالت کے جرم میں عین اس وقت قتل کیا گیا جب وہ غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا تھا۔ (رواہ البخاری)

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو مرتد ہونے کے بعد تائب ہو کر آیا تھا، آنحضرت ﷺ نے ان کا اسلام قبول کرنے میں دیر تک توقف فرمایا، بالآخر ان کی بیعت قبول فرمالی اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا، ''تم میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہ نکلا کہ جب میں نے اس کی توبہ قبول کرنے میں توقف کیا تھا تو اٹھ کر اُسے قتل کر دیتا۔''

(اصح السیر ص ۲۶۴، البدایہ والنھایہ ص ۲۹۷ ج ۴)

ابو رافع یہودی کو اسی جرم میں جہنم رسید کیا گیا جس کا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔

کعب بن اشرف یہودی جو اشعار کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور مسلمان عورتوں کے تذکرے کرتا تھا اس کے قتل کے لئے آنحضرت ﷺ نے محمد بن مسلمہ ؓ کی قیادت میں ایک دستہ روانہ کیا اور بقیع غرقد تک ساتھ گئے، بالآخر اسے قتل کیا گیا اور سر کاٹ کر آپؐ کے سامنے پیش کیا گیا۔ (البدایہ والنھایہ ص ۵ ج ۴)

توہین رسالت کی سزا ابوبکر صدیق ؓ کی نظر میں

یمن کے شہر صنعاء میں دو گانے والیاں تھیں ایک مغنیہ اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیا کرتی تھی اور دوسری مغنیہ مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی۔ مہاجر بن ابی امیہؓ نے دونوں گانے والیوں کے ہاتھ کاٹ دیئے اور اگلے دانت نکلوا دیئے۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے مہاجر بن ابی امیہ ؓ کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

''جو مغنیہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اسے قتل کرنا ضروری تھا، کیونکہ شان رسالت

آپ ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے (شاتم انبیاء) کی سزا دوسری سزاؤں سے مشابہ نہیں ہوسکتی۔ دوسری مغنیہ جو مسلمانوں کی ہجو کیا کرتی تھی اگر وہ ذمی تھی تو اس سے درگزر کرنا مناسب تھا۔" (بحوالہ ابوبکر صدیقؓ، از محمد حسین ہیکل)

گستاخِ رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہے

اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موذی رسول ﷺ کی ایک ہی سزا ہے اور وہ ہے قتل۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

"فنفس المؤمن لاتشتفی من هذا السابّ اللعین الطاعن فی سید الاولین والآخرین الا بقتله وصلبه بعد تعذیبه وضربه فان ذلک هو اللائق بحاله الزاجر لا مثاله عن سیئ افعاله."

(رسائل ابن عابدین ص ۳۴۷ ج ۱)

"جو ملعون اور موذی آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اور سب وشتم کرے اس کے بارے میں مسلمانوں کے دل ٹھنڈے نہیں ہوتے جب تک کہ اس خبیث کو سخت سزا کے بعد قتل نہ کیا جائے یا سولی پر نہ لٹکایا جائے کیونکہ وہ اسی سزا کا مستحق ہے اور یہ سزا دوسروں کے لئے موجب عبرت ہے۔"

گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں ائمہ اربعہ کا موقف

قرآن وسنت کے ان حوالہ جات کی روشنی میں تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ کی اہانت اور بے ادبی کا ارتکاب کریں اگرچہ وہ مسلمان ہوں تب بھی وہ اس جرم کے بعد مرتد اور واجب القتل ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ شامیؒ تنبیہ الولاۃ والحکام

میں علامہ تقی الدین سبکی کی کتاب، السیف المسلول علی من سبّ الرسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔

"قال الامام خاتمة المجتهدین تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی السبکی رحمه اللّٰه تعالیٰ فی کتابه السیف المسلول علی مَنْ سب الرسول ﷺ قال القاضی عیاض اجمعت الامة علی قتل منتقصه من المسلمین وسابه.

قال ابو بکرؒ ابن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی من سب النبی ﷺ علیه القتل وممن قال ذالک مالک بن انس واللیث واحمد واسحٰق وهو مذهب الشافعی قال عیاض وبمثله قال ابوحنیفة واصحابه والثوری واهل الکوفة والاوزاعی فی المسلم وقال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ والمنتقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب اللّٰه تعالیٰ ومن شک فی کفره وعذابه کفر. وقال ابو سلیمان الخطابی لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان مسلما۔(رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۳۱۶)

امام خاتمۃ المجتہدین تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی السبکیؒ اپنی کتاب "السیف المسلول علی من سب الرسول ﷺ" میں لکھتے ہیں۔

گستاخِ رسول ﷺ کے بارے میں اجماعِ امت

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ مسلمانوں میں سے جو شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں تنقیص کرے اور سب وشتم کرے وہ واجب القتل ہے۔ ابوبکر

ابن المنذر رفرماتے ہیں کہ تمام اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کو سبّ وشتم کرے اس کا قتل واجب ہے۔

امام مالک بن انس، امام لیث، امام احمد اور امام اسحٰق اسی کے قائل ہیں اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس طرح کا قول امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب سے اور امام ثوری سے اور اہل کوفہ سے اور امام اوزاعی سے شاتم رسول ﷺ کے بارے میں منقول ہے۔

امام محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ علماء نے نبی کریم ﷺ کو سبّ وشتم کرنے والے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کفر پر اجماع کیا ہے اور ایسے شخص پر عذاب الٰہی کی وعید ہے اور جو شخص ایسے موذی کے کفر وعذاب میں شک وشبہ کرے وہ بھی کافر ہے۔

امام ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی ایسا مسلمان معلوم نہیں جس نے ایسے شخص کے واجب القتل ہونے میں اختلاف کیا ہو۔

الغرض آنحضرت ﷺ کی اہانت اور بے ادبی کرنے والوں کے بارے میں تمام ائمہ اور فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر ایسے موذی اپنے کفر سے توبہ نہیں کرتے اور اپنے ایمان ونکاح کی تجدید نہیں کرتے تو یہ مرتد اور واجب القتل ہیں، لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ توبہ کرنے کے بعد ان سے سزائے قتل ساقط ہو جائے گی یا نہیں۔ امام مالکؒ اور امام محمدؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اہانت ایسا جرم ہے کہ توبہ کے بعد بھی سزائے قتل ساقط نہیں ہوتی، بہت سے فقہاء حنفیہ اور شافعیہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا راجح قول یہ ہے کہ توبہ کرنے اور دوبارہ اسلام

لانے کے بعد ان سے سزائے قتل تو ساقط ہو جائے گی، البتہ ایسے لوگوں پر مناسب تعزیر جاری کرنا پھر بھی لازم ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں کہ امام سبکی فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی اہانت کے بعد تائب ہو جائے اور دوبارہ اسلام قبول کرلے اور حسن اسلام کا مظاہرہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس سے قتل کی سزا، ساقط ہو جائے گی۔

لیکن ایسے شخص کے بارے میں ہمیں سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے (اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے) کیونکہ آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی کی بے ادبی نہایت سنگین جرم ہے اور اس معاملہ میں حق تعالیٰ کی غیرت نہایت شدید ہے، اس لئے جو شخص ایسی چیز کا مرتکب ہو اس کے بارے میں شدید اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے محروم کردیں اور اس کا ایمان واپس نہ لوٹائیں اور اسے ہدایت کی توفیق نہ دیں۔ (رسائل ابن عابدین ص ۳۵۱ ج ۲)

اس مسئلہ کی مزید تفصیل حافظ ابن تیمیہؒ کی کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' ﷺ میں علامہ تقی الدین السبکیؒ کی کتاب ''السیف المسلول علی من سب الرسول ﷺ'' میں قاضی عیاضؒ کی ''الشفاء'' میں اور علامہ شامیؒ کے رسالہ ''تنبیہ الولاۃ والحکام علی شاتم خیر الانام ﷺ'' میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

بہر حال امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں پیغمبرِ اسلام محسنِ انسانیت، مجسمۂ رحمت حضرت محمد ﷺ کی شانِ اقدس میں ادنیٰ سے ادنیٰ تر بے ادبی اور گستاخی کو برداشت نہیں کیا۔

توہینِ رسالت پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا شدید غم و غصہ کا اظہار

قیصر و کسریٰ پر فتح یاب ہونے کے بعد مسلمانوں کی فوج کے ایک حصے نے عمرو

بن العاص ؓ کی سپہ سالاری میں مصر کا رخ کیا اور طویل محاصرے کے بعد فاتحانہ شہر میں داخل ہو گیا۔ یہاں مسلمانوں نے معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے اہل مصر کے ساتھ کچھ ایسا سلوک کیا کہ وہ مسلمانوں سے بے حد مانوس ہو گئے اور مسلمان یہاں اس اطمینان سے رہنے سہنے لگے جیسے وہ یہیں کے باشندے ہیں۔

مصر کے ایک چوک میں حضرت عیسیٰ ؑ کا ایک مجسمہ نصب تھا، رات کو کسی نے اس مجسمہ یا بُت کی ناک اڑا دی، چونکہ یہ بت عیسائیوں کی عقیدت کا مرکز تھا اس لئے صبح جب عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کے بت کی ناک اڑی ہوئی دیکھی تو سارے شہر میں سنسنی پھیل گئی، عیسائی باشندے غول در غول آتے اور بت کی ناک اڑی ہوئی دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوتے اور واپس جا کر اپنے ہم مذہبوں سے حال بیان کرتے، غرض شام تک پورے شہر کو اس افسوسناک واردات کا علم ہو گیا اور چونکہ اس بت سے عیسائیوں کو عقیدت تھی اس لئے ظاہر ہے کہ یہ کسی عیسائی کی حرکت تو ہو نہیں سکتی تھی، یہ کام کسی مسلمان سپاہی کا ہی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اہل شہر کی طرف سے ایک وفد حضرت عمرو بن العاص ؓ کی خدمت میں فریاد لے کر پہنچا، حضرت عمرو بن العاص ؓ نہایت خُلق و مروت سے پیش آئے اور نمائندہ وفد سے آنے کی وجہ دریافت کی، عیسائیوں کے وفد کے نمائندہ نے کہا، حضور! آپ نے شہر کے ایک چوک میں خداوند یسوع مسیح کا مجسمہ رکھا دیکھا ہوگا؟"

"ہاں! دیکھا ہے، کیا وہ غائب ہو گیا وہاں سے" حضرت عمرو بن العاص ؓ نے پوچھا۔ "نہیں حضور وہ غائب تو نہیں ہوا لیکن رات کسی نے اس کی ناک اڑا دی اور ظاہر ہے یہ کام کسی مسلمان کا ہی ہو سکتا ہے۔" حضرت عمرو بن العاص ؓ نے فرمایا: "مجھے یہ واقعہ سن کر افسوس ہوا، واقعی کوئی عیسائی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ آپ کا خیال درست ہے کہ یہ کام

کسی مسلمان نے کیا ہوگا، کیونکہ اسلام بتوں کی پوجا کرنے کے خلاف ہے، مگر یہ بات بھی اسلام کے اصولوں کے منافی ہے کہ دوسروں کے معبودوں یا بتوں کی ہتک کی جائے مجھے اس واردات کا واقعی رنج ہوا، آپ اس کی مرمت کرالیں اس پر جو خرچ آئے گا میں ادا کروں گا۔" عیسائیوں کے نمائندے نے جواب دیا: "نہیں حضور! اب اس کی مرمت نہیں ہوسکتی کیونکہ ہمارے پاس کٹی ہوئی ناک موجود نہیں، اور اگر ہو بھی تو اسے جوڑنا ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں ہماری اس توہین کا بدلہ ملنا چاہئے۔"

حضرت عمرو بن العاص ﷛ نے جواب دیا، "اچھا تو پھر آپ تاوان مقرر کر دیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ پورا کر دیا جائے گا۔" نمائندہ وفد نے کہا، "حضور ہم پیارے یسوع کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں تو آپ خیال کریں کہ اتنی بڑی مذہبی توہین کا بدلہ چند درہموں سے کیسے چکایا جاسکتا ہے، ہاں ایک صورت ہے اگر آپ منظور فرمالیں۔" حضرت عمرو بن العاص ﷛ نے دریافت کیا، "کہئے وہ کون سی صورت ہے؟" عیسائی وفد کے نمائندے نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈالی اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا، "وہ یہ کہ آپ حضرت محمد ﷺ کا ایسا ہی بت بنوائیں اور ہم اسی طرح......"

"خاموش کمینو" اس سے قبل کہ عیسائیوں کے وفد کا نمائندہ اپنی بات پوری کرے، حضرت عمرو بن العاص ﷛ غصے سے چیخ پڑے، ان کا ہاتھ تلوار کی طرف بڑھا، غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا، سارا جسم تھرتھرانے لگا، کوئی دوسرا ہوتا تو عیسائی نمائندے کا کٹا ہوا سر دوسرے ہی لمحے پڑا نظر آتا، مگر عالی ہمت، بہادر اور تحمل مزاج سپہ سالار غصہ پی گئے، دیر تک غصہ کے اثر سے ادھر ادھر ٹہلتے رہے، ادھر عیسائی وفد کے اراکین تھرتھرا رہے تھے کہ اب کیا حکم ہوگا۔ آج انہوں نے پہلی بار اسلامی سپہ سالار کو غصے کی حالت میں دیکھا تھا، اگر

گستاخانہ کلمات زبان پر لاتے تو یقیناً بچ کر نہ جاتے۔ وہ حیران و ششدر کھڑے حضرت عمرو بن العاص ﷺ کی طرف تک رہے تھے۔ آخر کچھ دیر کے بعد حضرت عمرو بن العاص ﷺ نے ان نمائندوں سے مخاطب ہو کر کہا ''تم لوگ سخت بدتہذیب اور گستاخِ رسول ہو، دل تو چاہتا ہے کہ تم سب کی گردنیں اڑا دوں اور چونکہ تمھیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں کہ ہم غلام اپنے آقا حضرت محمد ﷺ سے کس قدر محبت کرتے ہیں، ہماری اولاد کو ہمارے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے، ہمارا مال واسباب لوٹ لیا جائے، خود ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ یہ سب ہمیں منظور ہوگا مگر یہ ممکن نہیں کہ کوئی خفیف سا کلمہ بھی ہم اپنے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں سنیں، ہمیں بہرہ ہونا منظور ہے مگر یہ ہماری برداشت سے باہر ہے کہ ہمارے کان حضور سرور کائنات ﷺ کے منافی کوئی نازیبا الفاظ سنیں تو نے یہ نازیبا فقرہ بول کر ہم سب کا دل دکھایا ہے، تم جانتے ہو کہ ہم لوگ بت پرست نہیں اور نہ ان کو مقدس خیال کرتے ہیں، نہ ہم بناتے ہیں اور نہ بیچتے ہیں۔ اس بات کا ہم گمان بھی نہیں کر سکتے کہ آقا ﷺ کا کوئی بت بنایا جائے لہٰذا تمہاری یہ درخواست لغو اور بیہودہ ہے۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ تم سے بات کی جائے، مگر اس کے باوجود میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نامعقول تجویز کے سوا کوئی اور صورت انصاف کی ہو تو پیش کرو جس سے تمہاری تسکین ہو سکے، کیونکہ تم اس بت کو مقدس خیال کرتے تھے اس لئے اس کی ناک کٹ جانے سے تم لوگوں کے دلوں کو رنج ہوا ہوگا۔ مگر حضرت محمد ﷺ کا بت بنانے سے تو بہتر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تم ہم میں سے کسی ایک کی ناک کاٹ لو۔'' عیسائی وفد کے اراکین جو حیران و پریشان کھڑے کانپ رہے تھے اور ساتھ ہی اپنی بے وقوفی اور نادانی پر پچھتا رہے تھے، ان کے وفد کے نمائندے نے نہایت عاجزی سے کہا کہ ''حضور ہمیں افسوس ہے کہ ہماری وجہ سے آپ رنجیدہ

ہوئے، واقعی ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا کہ آپ اپنے نبی ﷺ سے اس قدر محبت کرتے ہیں ورنہ ہم ایسی گستاخانہ بات نہ کرتے ہمیں آپ کی پیش کردہ تجویز منظور ہے۔ ہم بت کے بدلے ایک مسلمان کی ناک کاٹ لینے پر رضامند ہیں۔" "درست ہے تمہاری یہ درخواست ہمیں منظور ہے تم شہر میں منادی کرادو تاکہ لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں اور سب کے سامنے یہ کام کیا جائے۔" اس کے بعد عیسائی وفد چلا گیا۔

دوسرے دن ایک بڑے میدان میں ہزاروں شہری اکٹھے ہوئے، اسلامی سپاہ بھی موجود تھی مگر ان میں سے کسی کو خبر نہیں تھی کہ یہاں کیا ہونے والا ہے۔ بالآخر کچھ دیر بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار آ پہنچے اور "عیسائی بطریق اعظم" کے قریب کھڑے ہو کر اسلامی سپاہ سے کہا، شاید آپ لوگوں کو معلوم نہ ہو کہ ہم لوگ کس لئے جمع ہوئے ہیں، بات یہ ہے کہ پرسوں رات کسی شخص نے چوک میں رکھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بت کی ناک اُڑا دی تھی، اس کی شکایت لے کر عیسائیوں کا ایک وفد ہمارے پاس پہنچا، وفد کا کہنا ہے کہ یہ کام کسی عیسائی کا نہیں ہو سکتا اور یقیناً کسی مسلمان نے ہی یہ کام کیا ہے اور مجھے بھی ان کی رائے سے اتفاق کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ درحقیقت کسی عیسائی سے یہ کام نہیں ہو سکتا تھا اور بلاشبہ کسی مسلمان ہی کی یہ حرکت ہے۔

اسلام میں اگرچہ بت پرستی، بتوں سے عقیدت اور بتوں کا بنانا، بیچنا ممنوع اور حرام ہے مگر اسلام اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ دوسروں کے مذہب کی توہین کے ذریعے ان کی دل شکنی کی جائے۔ لہٰذا فیصلہ یہ ہوا ہے کہ وہ ہم میں سے کسی ایک کی ناک کاٹ لیں جس طرح کہ ان کے بت کی ناک کاٹی گئی ہے۔ جس آدمی کو اس مقصد کے لئے اہل شہر تجویز کریں وہ آگے آجائے۔" اس کے بعد عیسائیوں کا بطریق اعظم جو قریب ہی موجود تھا

حضرت عمرو بن العاص ؓ کے پاس آ گیا۔ حضرت عمرو بن العاص ؓ نے کہا، ''آپ جانتے ہیں کہ میں اسلامی فوج کا سپہ سالار ہوں اور اس شہر کا حاکم وقت ہوں اور میں نے اہل شہر کو اپنے ہاتھ سے امان نامہ لکھ کر دیا ہے، میری موجودگی میں کوئی بدامنی پیدا ہو یا کسی کو تکلیف پہنچے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں، جس کا نتیجہ مجھ ہی کو بھگتنا چاہئے، یہ تلوار حاضر ہے، اسے اٹھا کر آپ میری ناک کاٹ سکتے ہیں۔'' حضرت عمرو بن العاص ؓ نے اتنا کہنے کے بعد تلوار میان سے نکالی اور عیسائی پادری کے ہاتھ میں دے دی۔ لوگ حیرت زدہ ہو کر اس نظارہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتنا بڑا مجمع کامل سکوت کے ساتھ عدل وانصاف کے اس پیکر مجسم کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی نورانی پیشانی پر طمانیت کا آفتاب چمک رہا تھا۔ اس سے پیشتر کہ عیسائی پادری تلوار اٹھاتا تا اسلامی فوج کے افسر آگے بڑھے اور کہنے لگے۔

''کیا آپ کے بدلے میں ہم میں سے کسی کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی۔'' حضرت عمرو بن العاص ؓ نے مسکراتے ہوئے ان سب کی طرف دیکھا اس سے پیشتر کہ وہ افسروں کو جواب دیتے۔ اسلامی فوج کا ہر سپاہی آگے بڑھنے لگا، حضرت عمرو بن العاص ؓ نے سب کو ڈانٹا اور اپنی جگہ بیٹھنے کا حکم دیا، بطریق اعظم چاہتا تھا کہ حضرت عمرو بن العاص ؓ کی ناک کاٹ لے کہ اتنے میں ایک مسلمان سپاہی گھوڑا دوڑاتے ہوئے آگے بڑھا پھر گھوڑے سے اتر کر بطریق اعظم کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا، ''میری ناک کاٹ لیجئے، دراصل مجرم میں ہی ہوں۔'' اس اچانک انکشاف پر اہل شہر اور زیادہ حیرت میں پڑ گئے، اس مسلمان سپاہی کے ہاتھ میں بت کی ناک کا ٹکڑا ابھی تھا، عیسائی سمجھنے سے قاصر تھے کہ یہ مسلمان انسان ہیں یا فرشتے۔ آخر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بطریق اعظم نے تلوار حضرت عمرو بن العاص ؓ کو واپس دے دی اور ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''خداوند یسوع

مسیح کی قسم! دراصل تم لوگ عیسائیت کا کامل بلکہ اکمل ترین نمونہ ہو، عدل وانصاف تم پر ختم ہے۔ کیسا پاک واطہر رہا ہوگا وہ وجود جس کے مذہب کو تم پھیلا رہے ہو۔ کاش! میں ان کے زمانے میں ہوتا تو میں ان کے پاؤں دھودھو کر پیتا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بت کی ناک کاٹ لینا اگرچہ بہت بڑی غلطی ہے مگر اس غلطی کا تم سے بدلہ لینا بھی بہت بڑا ظلم ہوگا۔ جاؤ میں بطریق اعظم کی حیثیت سے اہلِ شہر کی طرف سے تمہاری اس غلطی کو معاف کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ تمہاری حکومت اس شہر پر تا قیامت قائم رہے۔''

بطریق اعظم کے ان الفاظ نے اہل شہر میں جان ڈال دی اور وہ نعرے بلند کرنے لگے۔ بطریق اعظم نے آگے بڑھ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔ اس کی دیکھا دیکھی اور بھی بے شمار عیسائی مسلمان ہوگئے اور باقی عیسائی نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ (ہفت روزہ ختم نبوت جولائی ۱۹۹۰ء)

رسول اللہ ﷺ کا اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لینے کا مطلب

رسول اللہ ﷺ ایک رحمدل اور ہمدرد انسان تھے۔ سیرت طیبہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذاتی انتقام لینے کی غرض سے انہوں نے کہیں بھی کسی کو ضرب نہیں لگائی نہ جان سے مارا۔ وہ ذاتی رنجش پہنچانے والوں کو معاف فرمادیتے تھے بلکہ ان کے لئے دعا بھی کرتے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے کبھی بھی اللہ اور رسول کے دشمنوں کی کفر گوئی، ارتداد اور تضحیک کو برداشت نہیں کیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَکَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا۔

(بخاری، کتاب الادب، مسلم، کتاب الفضائل)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے کبھی انتقام نہیں لیا وہ اس وقت ہی عمل پیرا ہوئے جب اللہ کے دین، اوراس کی شریعت کا مذاق اڑایا گیا، انہوں نے ہمیشہ اللہ اوراس کے دین کی خاطر ہی سزا کا حکم دیا۔

عفوودرگزر کی حدود

سید دوعالم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں، مگر اس رحمت، عفووکرم کا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان سے ایسا گناہ سرزد ہوجائے جس سے کسی دوسرے انسان کی جان، مال، عزت اور حفاظت پر اثر نہ پڑتا ہو نہ اسلامی عقائد کی بنیاد متزلزل ہونے کا خطرہ ہو اسے معاف کردینا ہی بہتر ہے، لیکن جس گناہ کا اثر پورے معاشرہ پر پڑتا ہے دین کی بنیاد کمزور ہوتی ہے۔ دوسرے انسانوں کی جان، مال، آبرو غیر محفوظ ہوجاتے ہیں تو ایسے جرائم کے ارتکاب پر معافی رحمت نہیں بلکہ پورے معاشرہ پر ظلم کے مترادف ہے۔

حدود وقصاص کا اجراء سراسر رحمت ہے

اللہ تعالیٰ نے اور حضور ﷺ نے جو حدود اور سزائیں مقرر فرمائی ہیں ان میں سراسر امن اور رحمت وشفقت ہے۔ اسلام ایسے امن کا داعی ہے جس میں ہر انسان کی جان، مال اور عزت کا تحفظ ہے تو اگر چند انسانوں پر حدود نافذ کرنے سے سب کی عزت وناموس کو جان ومال کو تحفظ مل جائے تو اس سے بڑھ کر رحمت وشفقت کیا ہوگی، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو غفور بھی ہے، رحیم بھی ہے، غفار الذنوب اور ستار العیوب بھی حدود اور سزائیں مقرر فرمائی ہیں۔

تحفظ جان کے بارے میں فرمایا:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرہ)

ترجمہ: ''اور تمہارے لئے بدلہ لینے میں زندگی ہے اے عقل والوتا کہ تم بچتے رہو۔''

حفاظت مال کے لئے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْآ اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. (سورہ مائدہ پ۶)

ترجمہ: ''اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ بدلہ ہے ان کے اس کام کا اور سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

اسی طرح مسلمان کی عزت کو داغدار کرنے والے اور تہمت لگانے والے کے لئے حد قذف اسی (۸۰) درّے مقرر فرمائے۔

مسلمانوں کی ناموس وعزت کو برباد کرنے والے زانی اور زانیہ کے بارے میں فرمایا۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ. (سورۃ النور پ۱۸)

ترجمہ: ''بدکار عورت اور بدکار مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو درّے مارو۔''

شرعی حد جاری کرنے میں ترس ونرمی ایمان کے منافی ہے

مجرم کو سزا دیتے وقت کسی قسم کی نرم دلی اور شفقت کا اظہار کرنے سے منع فرمایا۔

وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. (سورہ نور پ۱۸)

ترجمہ: ''اور نہ آئے تم کو ان پر ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور آخری دن پر۔''

معلوم ہوا کہ جس مجرم کو شریعت نے سزاوار ٹھہرا کر اس پر حدود نافذ کرنے کا حکم دیا

ہے ایسے مجرم کے ساتھ نرم دلی کا مظاہرہ اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان کے منافی ہے۔

کیا اسلام میں عام آدمی کے جان و مال، عزت و ناموس کا تحفظ ہے اور ناموسِ رسالت کا تحفظ نہیں؟

قرآن وسنت کی روشنی میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا صرف قتل ہے اور یہ حد شرعی ہے، چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں کہ اجمع اهل العلم علی ان من سبّ النبی ﷺ یقتل...... ومن شک فی کفره وعذابه کفر۔ (الشفاء ج ۲ ص ۱۹۰)

تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو کوئی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا اسے قتل کر دیا جائے گا اور جو کوئی اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

گستاخِ رسول کی سزا کو اخلاقِ نبوی کے خلاف سمجھنا سراسر جہالت اور مغالطہ ہے

بعض لوگوں کو اسلامی نظام شفقت ورحمت سے ناواقفیت کی بنا پر مغالطہ لگ جاتا ہے اور آپ ﷺ کے اپنی ذات اقدس کے انتقام نہ لینے اور گستاخ رسول پر حد جاری کرنے میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔

حالانکہ ذاتی انتقام لینے سے مراد یہ ہے کہ محض اپنے ہی غصہ کی خاطر انتقام نہیں لیا جو بھی آپ ﷺ نے حدود اور سزائیں جاری فرمائی ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے، جن روایات میں انتقام نہ لینے کا ذکر ہے وہاں یہ الفاظ بھی موجود ہیں، فَيَنْتَقِمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. (مسلم شریف)

انتقام نہ لینے والی روایت کی طرف تو ذہن جاتا ہے لیکن ان سادہ لوح لوگوں کی نگاہ

ان احادیث کی طرف نہیں جاتی جن میں حکم صریح موجود ہے۔ مَنْ سَبَّنِیْ فَاقْتُلُوْهُ۔ (الشفاء) ''جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کردو۔'' بلکہ تمام انبیاء علیھم السلام کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے ارشاد فرمایا، مَنْ سَبَّ نَبِیًّا قُتِلَ۔ (الشفاء ج۲ ص۱۹۴) ''جس کسی نے اللہ کے انبیاء میں سے کسی کو بھی گالی دی تمہارا فرض ہے کہ اسے قتل کرو۔''

منصب رسالت کے تحفظ کے لئے گستاخِ رسول کو سزا دینا واجب ہے

جس طرح کوئی طالب علم اپنے مہربان استاد کے ساتھ بے ادبی کا معاملہ کرے تو شفیق استاد اگر ذاتی طور پر نہ بھی چاہے کہ اسے سزا دوں مگر استادی کے منصب کی عظمت برقرار رکھنے کے لئے وہ خود بھی اور دوسرے استاد بھی اسے سزا دینا ضروری جانتے ہیں ورنہ استاد ایک کھلونا اور مذاق بن جائے گا جس کی وجہ سے پوری درسگاہ کا نظام خراب ہو جائے گا۔ بعینہ اسی طرح آپ ﷺ نے بھی مجسمہ رحمت واخلاق ہونے کے باوجود منصبِ رسالت کی عظمت برقرار رکھنے کے لئے ہجو کرنے والوں اور مذاق اڑانے والے دریدہ دہن اور بے باک لوگوں کو معاف نہیں کیا۔ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیج کر ایسے لوگوں کو قتل کروایا جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے۔

ایک نابینا صحابی کا آنحضرت ﷺ کی بے ادبی پر اپنی ام ولد کا قتل کرنا

کئی ایسے واقعات اور شہادتیں موجود ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے اپنے طور پر بغیر آپ ﷺ کے حکم کے ایسے لوگوں کو قتل کیا۔ چنانچہ سنن ابی داؤد کتاب الحدود میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابیؓ کی ام ولد تھی جو جناب پیغمبر ﷺ کی شان میں بیہودہ حکایات کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی۔ وہ نابینا صحابی منع کرتا وہ باز نہ آتی۔ ایک شب اسی طرح اس نے بکنا شروع کیا، نابینا نے ایک چھرا لے کر اس کے پیٹ پر رکھ کر بوجھ دیدیا اور اس کو

ہلاک کرڈالا۔صبح کواس کی تحقیقات ہوئی، اس نابینا نے حضور ﷺ کے سامنے اس کا اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا گواہ رہو اس کا خون رائیگاں ہے یعنی قصاص وغیرہ نہ لیا جائے۔(ابوداؤد کتاب الحدود)

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یہ قتل زجراً وسیاسۃً ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کہنا اس کافر کے مذہب میں بھی داخل نہیں، پھر بار بار کہنا جو دلیل ہے تمرد اور استخفاف اسلام کی جو بلاشبہ موجب زجر بالقتل ہے۔(نشر الطیب ص ۲۸۷)

عمیر البصیر ؓ کا عصماء نامی عورت کو توہین رسالت کے جرم میں قتل کرنا

مدینہ منورہ میں عصماء نامی ایک عورت تھی جو آنحضرت ﷺ اور اسلام کے خلاف گندہ ذہنی کا مظاہرہ کرتی تھی۔ ۲۵/رمضان المبارک کی رات حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے گھر جا کر اس کو قتل کرڈالا اور نماز فجر حضور ﷺ کی اقتداء میں پڑھنے کا شرف حاصل کیا اور سارا واقعہ عرض کیا جس سے خوش ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسے سعادت مند کو دیکھنا ہو کہ جس نے بن دیکھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کی ہو تو وہ عمیر کو دیکھے (رضی اللہ عنہ) چونکہ حضرت عمیر ؓ نور بصارت سے محروم تھے اس لئے آپ ﷺ نے اس کو اندھا کہنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اب اسے عمیر البصیر کہا کرو۔

آپ جب دربار رسالت سے واپس لوٹے تو عصماء ملعونہ کو اس کے خاندان کے لوگ دفن کر رہے تھے انہوں نے حضرت عمیر ؓ کو دیکھ کر للکارتے ہوئے کہا ''کیا تو نے عصماء کو قتل کیا ہے۔'' آپ نے فرمایا ''میں نے ہی عصماء کو قتل کیا ہے اور تم سے بھی کہتا ہوں کہ اگر تم وہی کرو گے جو اس نے کیا تو میں اکیلا تم سب کے ساتھ لڑتا رہوں گا یا تو تمہیں ختم کرڈالوں یا خود شہید ہو جاؤں۔'' مگر ان کو جرأت نہ ہو سکی۔(وفا الوفاء)(الصارم المسلول)

توہینِ رسالت کے مجرم کو معاف کرنے کا حق صرف آنحضرت ﷺ کو ہے

بہر حال توہین رسالت کا مرتکب خواہ یہودی و نصرانی ہو یا مسلمان مرتد ہو کسی صورت بھی معافی کے قابل نہیں کیونکہ توہین رسالت رسول ﷺ کی حق تلفی ہے اور صاحبِ حق ہی کو معاف کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں بعض لوگوں کو توبہ کر لینے کے بعد معاف کر دیا، لیکن امت مسلمہ کو قطعاً معاف کرنے کا حق حاصل نہیں۔

جیسا کہ زاد المعاد ج ۳ ص ۲۵۸ پر موجود ہے کہ سید دو عالم ﷺ نے اگر بعض لوگوں کو معاف کر دیا تو یہ ان کا اپنا عفو و کرم تھا امت میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایسے مجرم کو معاف کر دے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جب امت میں سے کسی کی حق تلفی کو کوئی دوسرا معاف نہیں کر سکتا تو سید دو عالم ﷺ کے خلاف لب کشائی کو امت کیسے معاف کر سکتی ہے۔''

حدود جاری کرنا اسلامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے

البتہ ایسی حدود جاری کرنا اسلامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان ممالک سے مجرموں کی حوالگی اور سپردگی کا مطالبہ کریں تا کہ ان پر حد شرعی نافذ کی جا سکے۔ عام آدمی کے لئے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں۔ اس کے باوجود اگر کسی غازی علم الدین شہیدؒ جیسے غیرت مند نے ایمانی غیرت کا ثبوت دیا تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں اگر اتنی قدرت نہیں تو حضور ﷺ کی محبت کا کم از کم اتنا ثبوت دینا ہر مسلمان کی غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ ڈنمارک اور دوسرے توہینِ رسالت کے مرتکب ممالک کی اشیاء کی خرید و فروخت نہ کی جائے تا کہ اقتصادی اور معاشی طور پر انہیں نقصان پہنچایا جائے۔

پیغمبرِ اسلام ﷺ پر دہشت گردی کا الزام اور اس کی حقیقت

اب آیئے! پیغمبر اسلام مجسمہ رحمت ﷺ پر یورپ کے ملعونوں کی طرف سے عائد کردہ

بے حقیقت بلکہ خلافِ حقیقت دہشت گردی کے الزام کی طرف جس کی وجہ سے وہ دنیا وآخرت میں مستحق عذاب ہوئے اور پوری امت مسلمہ کی طرف سے ان پر ہر طرف سے پھٹکار ہے۔

عالمِ کفر کی جنگوں اور جہادِ اسلامی کے درمیان تقابلی جائزہ

تاریخِ عالم پر نظر رکھنے والا کوئی بھی انصاف پسند آدمی جب عالمی جنگوں اور اس کے نتیجہ میں واقع ہونے والی ہلاکتوں کا مقابلہ آنحضرت ﷺ کے غزوات کے ساتھ کرتا ہے اور واقعہ کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے تو انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

چنانچہ فتنہ تاتار میں دس لاکھ افراد بے دردی سے تہ تیغ کئے گئے۔ روسی انقلاب نے انیس لاکھ افراد کو نگل لیا۔

پہلی جنگ عظیم میں ایک کروڑ کے قریب اور دوسری جنگ عظیم میں پانچ کروڑ کے قریب افراد ہلاک ہوئے۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طرف سے مسلط کردہ افغان، عراق، فلسطین، کشمیر کی حالیہ جنگوں میں ہلاک ہونے والے عام شہریوں، بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور جوانوں کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر چکی ہے۔

غزوات اور سرایا میں مقتولین کی تعداد

جبکہ رسول اکرم ﷺ کی تمام حیات طیبہ میں ۲۷ غزوات ہوئے یعنی وہ جہاد جن میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے اور ۵۶ سرایا ہوئے یعنی وہ جہاد جن میں صحابہؓ کو بھیجا اور خود شریک نہیں ہوئے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق جو انہوں نے اپنی کتاب ''رحمۃ

للعالمین" میں کی ہے۔رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں تمام غزوات وسرایا میں مسلمان شہداء کی کل تعداد ۲۵۹ ہے جبکہ کافر مقتولین کی تعداد ۷۵۹ ہے۔مسلمان اور کافر تمام مقتولین کا مجموعہ ۱۰۱۸ بنتا ہے۔(رحمۃ للعالمین ج ۲ص ۲۱۳)

بلکہ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اپنی کتاب "النبی الخاتم ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر خالص لڑائی اور جہاد کے شہیدوں اور مقتولوں کا حساب کیا جائے تو ان کی تعداد پانچ چھ سو سے زیادہ اس کل دس سال کی مدّت کے اندر سارے ملک عرب میں ان شاءاللہ ثابت نہ ہوگی۔حالانکہ مقابلہ میں عرب کے وحشی قبائل، طاقتور جمہوریتیں اور بعض سلاطین بھی تھے۔ (النبی الخاتم ﷺ ص ۸۵)

الغرض! یہ ہیں کل دس سال اور سارے جنگ وجدال جن کے خون کا افسانہ ہزار ہا بوقلموں رنگوں رنگین کر کے دنیا کو سنایا جاسکتا ہے۔ان گنے چنے افراد کے کام آنے پر دنیا کا وہ عظیم الشان انقلاب برپا ہوا جس کی کرنیں آج تک چار دانگ عالم میں ضوءفشاں ہیں۔ باقی انقلابات نے کروڑوں افراد کی جانیں لے کر کچھ بھی اثرات مرتب نہیں کئے مگر اسلام کے دیرپا اثرات آج بھی پورے آب وتاب کے ساتھ موجود ہیں۔

اسلام امن وصلح کا مفہوم رکھتا ہے برطانوی مصنفہ کی شہادت

برطانوی مصنفہ کرن آرمسٹرانگ نے سیرت طیبہ پر ایک قابل قدر کتاب لکھی ہے۔ وہ اپنی کتاب میں اس تاریخی اور ناقابل تردید حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتی ہے کہ "محمد ﷺ ایک ایسے مذہب اور تہذیب کے بانی تھے جس کی بنیاد تلوار پر نہ تھی مغربی پروپیگنڈے اور افسانے کے باوجود اسلام کا نام امن اور صلح کا مفہوم رکھنے والا ہے۔"

فتح مکہ کے دن رحم وکرم کا مثالی مظاہرہ

مسیحی دنیا کے تعصب بھرے کور چشم پیغمبر اسلام کو دہشت گرد ظاہر کرنے والے کیا نہیں جانتے کہ مفتوح اور زیر نگیں آنے والوں کے ساتھ پیغمبر رحمت ﷺ کا کیا سلوک رہا ہے، فتح مکہ کے دن مسلمانوں پر سابقہ مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے والوں کے بارے میں انسان کے فطری انتقامی جذبہ کے تحت انصار کے علمبردار حضرت سعد بن عبادہؓ کے منہ سے یہ کلمات نکل گئے۔ " اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَة...... اَلْيَوْمَ تَسْتَحِلُّ الْكَعْبَة" (آج قتل وقتال کا دن ہے اور خانہ کعبہ میں بھی خون بہایا جائے گا) اس کے جواب میں پیغمبر رحمت ﷺ نے فرمایا، "كَذِبَ سَعْدٌ...... اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ" (سعد نے غلط کہا آج تو رحم وکرم، عفو ودرگذر اور عام معافی کا دن ہے) (البدایہ والنھایہ ص۲۹۵ ج۴)

جہاد اور دہشت گردی

جہادِ اسلامی کو دہشت گردی اور جبر وتشدد کا نام لینے والے جان لیں کہ جہادِ اسلام دین قبول کرنے کے لئے کسی کو مجبور کرنے کے لئے شروع نہیں ہوا، البتہ جو اہل کفر دوسروں کو قبول اسلام سے روکنے کے لئے جبر وتشدد کرتے ہیں جہادِ اسلامی ان کے جبر وتشدد کے خلاف ایک عملی اقدام ہے۔

اسلام نے تلوار کی زد کو میدان جنگ میں محض برسر پیکار افراد تک محدود رکھا۔ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے جنگ کے اصول مقرر کئے۔ آنحضرت ﷺ نے دور جاہلیت کے تمام وحشیانہ جنگی طریقوں کو منسوخ کر دیا اور ایسے قوانین نافذ فرمائے جو آج بھی احترامِ آدمیت کا درس دیتے ہیں۔ ان قوانین کے مطابق جنگ کے دوران عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل، عبادت گاہوں اور فصلوں کی تباہی وبربادی اور دشمنوں کے ہاتھ، ناک، کان

وغیرہ کاٹنے پر پابندی لگا دی گئی۔ غرض آپ ﷺ نے ظلم اور دہشت گردی کا خاتمہ کر کے عفوو رحم دلی کا سبق دیا۔

اسلام بلند اخلاق کے ذریعے پھیلا ہے

دشمنان اسلام، اسلام کے بارے میں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، حالانکہ اسلام بلند اخلاق و کردار اور دل کو موہ لینے والے انسانی اقدار کے ذریعہ پھیلا ہے۔ تاریخ میں کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ اسلام کو کسی پر زبردستی ٹھونسا گیا ہو۔ جو حضرات آپ کی نبوت پر ایمان لائے تھے آپ سے ان کو وہ تعلق تھا جو ایک امتی کو اپنے پیغمبر سے ہونا چاہئے، بلکہ اس سے بڑھ کر وہ اپنے ماں باپ، بیوی بچوں بلکہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ حضور ﷺ کی زندگی کو عزیز رکھتے تھے، وہ سب کچھ آپ کی ذات اقدس پر قربان کرنے کے لئے تیار تھے، گویا ایک قسم کے عشق و سرمستی کے نشہ میں مخمور تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں عظمت رسول ﷺ

اس پر دوست کی نہیں بلکہ ایک دانا دشمن عروۃ بن مسعود ثقفی (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) کی شہادت موجود ہے۔ جو صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے قریش کے سامنے دی تھی۔

صحیح بخاری شریف میں ہے "لوگو خدا کی قسم مجھے بادشاہوں کے دربار میں بھی باریابی کا موقع ملا ہے، قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے سامنے حاضر ہوا ہوں، خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا جس کی لوگ اتنی عظمت کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ بلغم تھوکتے ہیں تو وہ ان کے ساتھیوں میں سے کسی کے ہاتھ پر گرتا پھر وہ اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔

محمد ﷺ جب کسی بات کا انہیں حکم دیتے ہیں اس کی تعمیل کی طرف وہ جھپٹ پڑتے ہیں، جب محمد ﷺ وضو کرتے ہیں تو اس وقت ان کے وضو کے پانی پر آپس میں الجھ پڑتے ہیں، جب محمد ﷺ بات کرتے ہیں تو ان کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں، محمد ﷺ کو نگاہ بھر کر ان کی عظمت کی وجہ سے وہ نہیں دیکھ سکتے۔'' (صحیح بخاری ص ۳۷۹ ج۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس قدر والہانہ تعلق و محبت اور عظمت و احترام ہر طرح سے جبری ایمان و اسلام کی نفی کرتا ہے۔

اہل مغرب و یورپ کی حقائق سے کور چشمی

ان تمام تر حقائق کے باوجود اہل مغرب و یورپ نے محض تعصب کی بنیاد پر جانتے بوجھتے اسلام اور ہادی اسلام ﷺ کو بے جا الزامات کے ذریعہ بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کہا:

فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۝ (بقرہ:۸۹)

ترجمہ: ''پھر جب پہنچا ان کے پاس وہ جس کو پہچان رکھا تھا (یعنی نبی آخر الزمان) تو اس سے منکر ہو گئے، سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللهم
صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد
اللهم
بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد